خواتین سے نبوی ﷺ مکالمات کی تربیتی جہت (تجزیاتی مطالعہ)

The Dimension of Prophetic Conversation with Women Regarding Tarbiyah (An Analytical Study)

Mahmood ul Hasan
Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies, G.C
University Faisalabad:
mahmoodulhasan1982@gmail.com

Professor. Dr. Humayun Abbas
Dean, Islamic and oriental learning /Incharge Rahmat ul lil Alameen Sirat
Govt. College University Faisalabad:
drhumayunabbas@gcuf.edu.pk

Abstract:
The position of eloquence and rhetoric that the Holy Quran has among all the revealed books is due to the fact that the Holy Quran is the last and preserved revealed book of Allah Almighty. Likewise, every word of prophet Muhammad) PBUH) is also the best example of eloquence and rhetoric. When anyone studies the Prophet's (PBUH) biography and gets guidance from its various aspects, the conversation of the prophet (peace and blessings of Allah be upon him) with different sections of society on different occasions is also very important .He (PBUH) used to address each person according to his position and rank, woman also came to his service to solve their various problems and He (PBUH) used to give satisfactory answers to the question asked by them .in this research paper ,we will examine the educational aspects of the Prophet's (PBUH) discussions with woman on different occasions.

Keywords: Quran, Holy Prophet, conversation, Dimension, Woman, Guidance

تعارف:

"مکالمہ" عربی زبان کے سہ حرفی لفظ (ک،ل،م) سے مشتق ہے جس کا معنی زخمی کرنا گویا متکلم بھی کبھی اپنی بات سے دوسرے کو زخمی کر دیتا ہے۔[1] اس سے ثلاثی مزید فیہ (کالم یکالم مکالمۃ) کا معنی باہم گفتگو کرنا ہے مکالمہ کا مترادف قرآنِ پاک میں حوار استعمال ہوا ہے[2] مکالمہ کے لیے انگریزی میں Conversation یا Dialogue لفظ استعمال ہوتا ہے۔[3] اردو اصطلاح میں مکالمہ دو یا اس سے زیادہ لوگوں کے درمیان بصیرتی اور قابلِ فہم بات چیت کا نام ہے۔

اصنافِ ادب میں مکالمہ منفرد خصوصیات کی حامل گفتگو ہے، تقریر وتحریر کے مقابلہ میں یہ صنف اثر انگیزی میں کہیں بڑھ کر ہے کیونکہ یہ گفتگو کرنے والے اور سامع کے مابین آمنے سامنے بات چیت کا نام ہے۔ مکالمہ بات کرنے والے کی شخصیت، اس کے ذوق ومقام، عقل وفہم، سوچ وفطرت کا جھکاؤ اور اس کے سری اور علانیہ حالات، غرض یہ کہ ہر زاویے کا مکمل آئینہ دار ہوتا ہے۔ باہمی مخاطبت سے علم وآگاہی اور سمجھنے سمجھانے کا جو مقصد حاصل ہوتا ہے اس کا تصور کسی بھی دوسری نوعِ ادب میں محال ہے علاوہ ازیں یہ سیکھنے سکھانے کا بھی بہترین وسیلہ ہے۔[4]

حضور سرور کونین ﷺ کے مکالمات ہر لحاظ سے ارفع و اعلیٰ ہیں، جب بھی کوئی منصف مزاج انسان نبوی ﷺ مکالمات کو گہرائی سے دیکھتا ہے تو وہ یہ اعتراف کیے بغیر نہیں رہتا کہ عام انسان نہیں بلکہ رسول خدا ﷺ کی زبانِ رسالت کارفرما ہے۔ کسی اور کا نہیں یہ اللہ کے پیغمبر کا کلام ہے۔ آپ ﷺ کے مکالمات اپنی سلاست وسادگی، ایجاز وجامعیت، برجستگی ومعنویت، متوازن یعنی برمحل موقع محل کے مطابق گفتگو، پیچیدگی سے خالی، شستگی وبلاغت جیسی صفات سے مزین اور اپنی خوبیوں کے لحاظ سے منفرد ہیں، تمام سطح کے حامل افراد مثلاً ایک مدبر اور دانش ور سمیت عام انسان، ان مکالمات سے برابر فیض یاب ہوتے ہیں۔

---

[1] المصطفوی، حسن، التحقیق فی کلمات القرآن الکریم، بیروت: دار لکتب العلمیہ، 2009، ج1، ص118

Al-Mustafwi, Hasan, Al-tehqiq Fi Kalimat Al-Quran Al-Kareem, Bayrot: dar al-kutab al-ilmia, 2009, vol.1, P.118

[2] المجادلۃ، 58:1

Al-Mujadalah: 58:1

[3] From Dialogues to Dialogue: Greek Roman and Byzantine Studies 54.1(2014),p:17, 36

[4] فیض اللہ منصور، مکالمات رسول اللہ ﷺ، نقوش (رسول نمبر)، لاہور: ادارہ فروغِ اُردو، ج7، ص7

Faiz ullah Mansoor, Mukalmat Rasool ullah, Naqush(Rasool Number), Lahore: idara Frog e urdu, vol.7, P.7

مذکورہ بالا صفات سید المرسلین ﷺ کے مکالمات کو دنیا کے دوسرے مکالمات کے مقابلے میں منفرد، ممتاز اور ہر لحاظ سے فائق بنادیتی ہیں۔ ان کو پڑھ کر مسلمانوں کے ساتھ ساتھ فطرت سلیمہ رکھنے والے دوسرے لوگ بھی حامی بھرتے نظر آتے ہیں کہ کتاب اللہ کی طرح کلام رسول اللہ ﷺ ہر لحاظ سے ایک منفرد اور اعلیٰ وارفع مقام کا حامل ہے بعینہ کلام سید المرسلین ﷺ بھی اپنی خوبیوں کے لحاظ سے منفرد ممتاز ہے۔ وہ اللہ کا کلام ہے یہ اللہ کے نبی کا اور دونوں معجزانہ شان رکھتے ہیں۔

آپ ﷺ مختلف افراد سے تعامل فرماتے تھے۔ ان میں پڑھے لکھے اور ان پڑھ، عقل مند و بے عقل، عام و خاص، مال دار و فقیر، مرد و خواتین، ہر طرح کے لوگ پائے جاتے تھے کمال تو یہ ہے کہ آپ ﷺ سب کے ساتھ علم و حلم اور پیار و محبت کا سلوک فرماتے۔ سوال کرنے والوں میں بھی اپنے، بیگانے، محنت کش و بزنس مین، غنی و محتاج، شعراء و خطباء، حتیٰ کہ جملہ طرز کے لوگ شریک ہوتے۔ آپ ﷺ کے مکالمات کا نمایاں وصف یہ ہے کہ آپ علیہ السلام ہر ایک سے اس کی قدر و منزلت اور ذہنی سطح کی رعایت فرماتے ہوئے ہم کلام ہوتے، حضرات صحابہ جو آپ ﷺ کی صحبت میں رہنے کو سعادتِ ابدیہ سمجھتے ان کو آپ ﷺ کتاب و سنت کی تدریس اور معاشرتی پہلوؤں کی تربیت اکثر مکالمات کی صورت میں فرماتے اور تسلی بخش جواب مرحمت فرماتے۔

آنحضرت ﷺ جب کسی کو ہم کلامی کا شرف بخشتے تو اندازِ تکلم حد درجہ موزوں ہوتا اور آواز نہ اتنی بلند ہوتی کہ شور و غل ہو اور نہ اس قدر آہستہ کہ سننے والا سننے سے محروم رہے، الفاظ اور جملے اطمینان سے ارشاد فرماتے تاکہ سامعین الگ الگ جملہ سن کر دل پہ نقش کرلیں، حضرت عائشہؓ کا بیان ہے:

"رسول اللہ ﷺ کی گفتگو تم لوگوں کی طرح مسلسل اور تیز نہیں ہوتی تھی آپ دھیرے دھیرے بولتے تھے۔"

مضمون اس قدر سادہ اور واضح ہوتا کہ سامعین عمدگی سے دل میں اتار لیتے۔ ایک اور حدیث پاک میں فرماتی ہیں:

"آنحضرت ﷺ کی باتیں سننے والا آپ ﷺ کے بولے ہوئے الفاظ گن سکتا تھا۔"

خواتین سے نبوی ﷺ مکالمات:

عورت نصف انسانیت اور نصف حیات ہے، مرد کی رفیقہ اور گھر کی نگہبان ہے، وہ مرد کے ہمدوش بھی ہے اور مرد کے ماتحت بھی، اس صنف میں اللہ تعالیٰ نے ایسے حساس جذبات رکھے ہیں کہ اس کی صحیح رہنمائی کی جائے تو دین پر عمل کا شوق اس میں زیادہ پیدا ہوتا ہے اسی بنا پر سرور دو عالم ﷺ عمومی خطابات کے ساتھ ساتھ خواتین کو خطاب کرنے کے لیے الگ مجالس کا اہتمام فرماتے اور خواتین بھی مختلف مسائل کے حل کے لیے خدمت اقدس میں حاضر ہوتیں اس طرح آپ ﷺ کے مخاطبین میں خواتین کا طبقہ بھی شامل تھا۔

خواتین سے نبوی مکالمات (علیٰ صاحبہا الصلوۃ والسلام) معاشی ،سیاسی اور سماجی نوعیت کی حامل ہیں پھر سماجی نوعیت کے مکالمات کی متعدد جہات معلوم ہوتی ہیں اس مطالعہ میں ان متنوع جہات میں سے تربیتی جہت کو زیر بحث لایا گیا ہے۔

تربیت کا مفہوم:

"تربیت" عربی مصدر ہے اس کا معنیٰ: کسی چیز کی تمام ضرورتیں پوری کرتے ہوئے اس کو ابتدائی مراحل سے انتہائی مراحل تک لے جانا ہے۔[5] سنت نبوی ﷺ کی روشنی میں تربیت کا مفہوم انسان کی ایسی تعمیرِ سیرت ہے جو اس کی تمام تر طاقت و توانائی کو اللہ کی بندگی کے تابع کرتے ہوئے اسے رضائے الٰہی کی منزل مقصود پر پہنچا دے جو دنیا اور آخرت کی فلاح کی ضامن ہے اسلام کا تصورِ تربیت ایک جامع اور منفرد خصائص کا حامل تصور ہے جس کی بدولت بہترین فلاحی معاشرے کا تصور ابھر کر سامنے آتا ہے۔ صرف دنیوی فلاح ہی اس پر موقوف نہیں بلکہ اخروی فلاح بھی اس میں شامل ہے۔

انسانی تربیت انتہائی اہمیت کی حامل اصلِ دین اور ہدفِ دین ہے یہی وجہ ہے کہ خداوند کریم نے اپنے کلام میں اسے حضور ﷺ کے بنیادی مقاصدِ بعثت میں شامل فرمایا ہے چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"هوَالذِی بَعَثَ فی الامین رسولا منهم یتلوا علیهم اٰیته ویزکیهم ویعلمهم الکتٰب والحکمة وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین"[6]

"وہ اللہ ہی تو ہے جس نے اُمی لوگوں میں اُنہی میں سے ایک پیغمبر مبعوث فرمایا جو اُنہیں (اللہ) کی آیات پڑھ کے سنائے اور اُن کو صاف ستھرا کرے اور اُنہیں کتاب وحکمت سکھائے، جب کہ وہ اس سے پہلے واضح گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔"

---

[5] اصفہانی، علامہ راغب، مفردات الفاظ القرآن، بیروت: الامیرۃ للطباعۃ والنشر والتوزیع، 1431ھ/2010ء، ص605

Asfahani, Allam Ragib, Mufridat Alfaz Al-Quran, Bayrot: Al-Amerah Liltaba,a wa-alnashar wa-altaozee, 1421/2010, P.605

[6] الجمعۃ:2:62

Al-Juma: 62:2

قرآنِ حکیم نے تربیت کی اہمیت پر زور دینے کے ساتھ اس کے دنیوی و اخروی فوائد و ثمرات بھی واضح کیے ہیں:

چنانچہ فرمایا:

"قد افلح من زکاھا وقد خاب من دسھا"[7]

کامیابی اُسے ملے گی جو اپنے آپ کو ستھرا کرے گا اور نامرادوہ ہو گا جو اس کو (گناہ میں) دھنسادے۔

یوں معلوم ہوتا ہے کہ تربیت وتزکیہ کی اہمیت اس بنا پر ہے کہ فوز و فلاح اور ناکامی کا دارومداراس پر ہے امت کی تاریخ کا جائزہ لینے سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کے صحابہ اس معاملے میں انتہائی متحرک اور سرگرم تھے اسی وجہ سے دنیوی واُخروی فلاح وکامیابی نے ان کے قدم چومے آج بھی انسانی تربیت کا صحیح تصور بحال کر کے امت کے لیے اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کرنے کی راہ ہموار ہو سکتی ہے۔

مکالماتِ نبویہ (علی صاحبہا الصلوۃ والسلام) کی تربیتی جہات:

درج ذیل سطور میں اس بات کا جائزہ لیا جا رہا ہے کہ خواتین سے باہمی گفتگو میں جناب نبی کریم ﷺ نے تربیت کا یہ کام کس انداز سے کیا اور ان مکالمات کی تربیتی جہات کیا ہیں نیز ان کے اثرات کیا مرتب ہوئے؟

۱۔ اعتقادی بنیادیں:

تربیتی بنیادوں میں اعتقادی بنیاد کی اہمیت غیر معمولی ہے اسی بنا پر آنحضرت ﷺ نے اس حوالے سے غیر معمولی اقدامات فرمائے چنانچہ حدیث میں ایک واقعہ منقول ہے جو اس پہلو کی اہمیت کو واضح کرتا ہے:

"عن ابی ھریرۃ قال: اتت فاطمۃالنبیﷺ تسألُہُ خادما۔ فقالَ لَھا: ما عندی ما أعطیکِ فرجعت فأتاھابعدَ ذلِکَ فقال:الَّذی سالتِ احبُّ الیکِ أوما ھو خیرٌ منہ؟ فقال لھا علیٌ : قولی لا بل ھوخیرٌ منہ فقالت : فقال:قولی : اللّٰھمَّ رب السماوات السبع وربَّ العرش العظیم ربَّنا ورب کلِّ شیءِ منزلَ التوراۃِ والانجیلِ والقرآن

[7] الشمس، 9,10:91

Al-Shams: 91:9-10

العظیم انت الاول فلیس قبلک شئٌ وانت الاخر فلیس بعدک شیءٌ وانت الظاهر فلیس فوقک شئٌ وانت الباطن فلیس دونک شئٌ اقضِ عنّاالدین واغننا من الفقر۔"[8]

جناب ابوہریرہؓ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت فاطمہؓ خادم طلب کرنے کی غرض سے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: میرے ہاں تو کچھ بھی نہیں جو تمہیں دوں، وہ واپس چلی گئیں، بعد میں آپ ﷺ خود ان کے ہاں تشریف لائے اور دریافت فرمایا: جو تم نے طلب کیا تھاوہ تمہیں زیادہ عزیز ہے یا اس سے اعلیٰ؟ حضرت علیؓ نے ان سے کہا کہ آپ جواب دو کہ مجھے اس سے اعلیٰ پسند ہے، حضرت فاطمہؓ نے ایسے ہی کہا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم یہ کہو اے اللہ! ساتوں آسمان کے مالک عرش عظیم کے مالک، ہمارے اور ہر چیز کے رب تورات، انجیل اور قرآن پاک نازل کرنے والے، آپ سب سے مقدم ہیں کہ آپ سے پہلے کوئی بھی نہیں تھا اور آپ آخر ہیں کہ آپ کے بعد بھی کوئی نہ ہو گا، آپ ظاہر ہیں کہ آپ سے اوپر کچھ نہیں اور آپ باطن بھی ہیں کہ کوئی چیز آپ سے مخفی نہیں، ہمارا قرضہ چکا دیجئے اور ہمیں محتاج سے غنی بنا دیجئے۔

تربیتی جہات:

- دنیوی سازوسامان سے کہیں بہتر اولاد کی تعلیم وتربیت ہے اس لیے کہ دنیوی واخروی فوزوفلاح کا مدار عمدہ تعلیم وتربیت پر ہے نہ کہ دنیاوی مال ومتاع پر چنانچہ نبی کریم ﷺ نے دعاسکھانے سے قبل واضح فرمایا کہ ان کلمات کا سیکھنا تمہارے لیے خادم سے بہتر ہے۔
- اس مقصد کے لئے مربی کو خود بھی جانا پڑے تو اس سے گریز نہیں کرنا چاہیے۔
- تعلیم وتربیت کے لئے ایسا انداز اختیار کیا جائے جو مخاطب کے لئے پر کشش اور دل نشین ہو اسی وجہ سے آنحضرت ﷺ نے اسلوبِ استفہام اختیار فرمایا۔
- اولاد کی طرف سے طلب کردہ چیز میسّر نہ ہو تو نعم البدل دینے سے بخل نہ کرنا چاہیے۔
- اُنہیں جو دینا ہو تو دینے سے قبل اس کی اہمیت بھی ذہن نشین کرانا جیسا کہ الذی سالت اجب الیک اوماھوخیرمنه "جو تم نے طلب کیا تھاوہ تمہیں زیادہ عزیز ہے یا اس سے اعلیٰ؟" کے الفاظ سے ظاہر ہے۔

---

[8] ابن ماجہ، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، ابواب الدعاء، باب دعاء رسول اللہ ﷺ، لاہور: مکتبہ رحمانیہ، ص:408-407

Ibne-Maja, Muhammad bin Yazid, Sunan Ibn e Maja, Abwab-al-dua, Bab dua rasolullah, Lahore: Maktaba Rehmania, P.407-408

- نیکی و بھلائی کے کاموں میں خاوند کو بیوی کا معاون بنتے ہوئے ہمیشہ خیر کی طرف اس کی رہنمائی کرنی چاہیے جیسا کہ مذکورہ بالا روایت میں حضرت علیؓ کا یہی اسوہ ہمارے سامنے ہے۔
- خاوند کی طرف سے بہتر رہنمائی ملنے کی صورت میں بیوی کو فوراتابعداری کرنی چاہیے جیسا کہ سیدہ فاطمہؓ کے طرزِ عمل سے ظاہر ہے۔
- اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگنے سے پہلے اس کی حمد وثناء کرنا دعا کو قبولیت کے زیادہ قریب کر دیتا ہے۔
- اولاد کے لئے سب سے بہترین تحفہ وہدیہ اس کی صحیح تعلیم وتربیت ہے۔[9]

ایک اور حدیث میں اعتقادی بنیادوں کے استحکام کی طرف توجہ یوں دلائی گئی ہے:

"وعن انس رضی الله عنه،ان النبی ﷺ قال: اللهم احینی مسکینا، وامتنی مسکینا،واحشرنی زمرة المساکین۔ فقالت عائشه لم یا رسول الله؟ قال:انهم یدخلون الجنة قبل اغنیا ئهم باربعین خریفایاعائشه! لاتردی المسکین ولوبشق تمرة،یا عائشه! احبی المساکین وقربیهم،فان الله یقربک یوم القیامته"۔[10]

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یااللہ! مجھے مسکینوں جیسی زندگی دینا اور مسکینی کی حالت میں موت دینااور روزِ قیامت مسکینوں کے ساتھ اٹھانا، ام المومنین حضرت عائشہؓ نے دریافت کیا اللہ کے رسول ﷺ! ایسا کیوں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس لئے کہ مساکین جنت میں مال داروں کی بنسبت چالیس سال پہلے جائیں گے لہٰذا اے عائشہ! کبھی بھی مسکین کو دروازہ سے خالی ہاتھ نہ

---

[9] فضل الٰہی، ڈاکٹر، نبی اکرم ﷺ بحیثیت والد، اسلام آباد: دارالنور، 2019ء، ص53

Fazal Ilahi, Doctor, Nabi Akram Bahasiat walid, Islamabad: dar alnor, 2019, P.53

[10] الترمذی، الجامع، کتاب الزھد عن رسول اللہ ﷺ، باب ماجاء انّ فقراء المہاجرین یدخلون الجنۃ قبل اغنیا ئھم، حدیث: 2352

Al-Tirmizi, Al-jame, Kitab al-zuhad an Rasoolullah, bab ma ja,a in fuqara al-muhajren Yadkhulun al-janah qabl Aghniaahm, Hadtih: 2352

بھیجنا اگر تمہارے پاس کھجور کا ایک ٹکڑا ہو تو وہی دے دینا، عائشہ! مسکینوں سے پیار کرنا اور انہیں اپنے قریب کرنا یقیناً قیامت کے دن تمہیں اللہ تعالیٰ اپنا قرب عطا کرے گا۔

ملا علی قاریؒ مسکین کی وضاحت یوں کرتے ہیں:

"واما المسكين فهو من مادة المسكنه وهو التواضع على وجه المبالغة"[11]

مسکین مسکنت سے ہے اور وہ اعلیٰ درجہ کی تواضع کا نام ہے۔

تربیتی جہات:

- یہ حدیثِ پاک انکساری اختیار کرنے اور غرور و تکبر سے کنارہ کشی کی تعلیم دے رہی ہے۔
- فقراء و مساکین سے الفت اور ان کے حقوق کی ادائیگی کی طرف متوجہ کر رہی ہے۔
- یہ حدیث مبارک فقراء و مساکین کے لئے سامانِ تسلی بھی ہے اور عظیم بشارت کا ذریعہ بھی۔
- اللہ تعالیٰ سے خیر و بھلائی کا سوال کرتے ہوئے موت تک اس پر ثابت قدمی کی بھی دعا کرنی چاہیے۔
- مزید بر آں روزِ قیامت ایسے مقربین لوگوں کے ساتھ حشر کی التجا بھی رب کے حضور کرنی چاہئے۔
- اس حدیثِ پاک سے دوسروں کو حقیر اور کم تر سمجھنے کی ممانعت سامنے آرہی ہے اس لیے کہ کیا خبر جن کو حقیر سمجھا جارہا ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کا کیا مرتبہ ہے؟
- حتی الامکان سوالی کو خالی ہاتھ نہیں لوٹانا چاہیے۔
- کسی نیکی کو حقیر اور معمولی نہیں سمجھنا چاہیے چنانچہ حدیثِ بالا میں آقا دو عالم ﷺ کا یہ ارشاد واضح ہے کہ "ہو سکے تو کھجور کا ایک ٹکڑا دے دو۔"

ایک اور حدیث میں آخرت کے یقین کی پختگی کے لیے مکالمہ کا اسلوب درج ذیل ہے:

"عن عائشة رضى الله عنها انهم ذبحوا شاة فقال النبیﷺ مابقى منها؟ قالت ما بقى منها الاكتفها قال بقى منهاغيركتفها"[12]

---

[11] ملا علی قاری، مرقاۃ المفاتیح، پشاور: مکتبہ حقانیہ، 1992ء، ج9، ص97

Mula Ali Qari, Mirqat Al-mafateh, Peshawar: Maktaba Haqania, 1992, vol.9. P.97

[12] الترمذی، الجامع، ابواب صفۃ القیامۃ والرقائق والورع عن رسول اللہ ﷺ باب ماجاء فی اوانی الحوض، رقم الحدیث: 2470

Al-Tirmizi, Al-jame, Abwab Sufa tul qiamah walrqai wal warah an Rasoolullah, bab ma ja,a fi awani alhouz, Hadith: 2470

حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ گھر والوں نے ایک بکری ذبح کی اور گوشت راہِ خدا میں بانٹ دیا، جب رسول اللہ ﷺ کی گھر آمد ہوئی تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ بکری میں سے کیا باقی رہا؟ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا: صرف ایک دست باقی رہی ہے (اس کے علاوہ کچھ نہیں) آپ ﷺ نے فرمایا کہ: اس دست کے علاوہ جو اللہ کی راہ خدا میں بانٹ دیا گیا ہے وہی درحقیقت باقی رہنے والا ہے۔ (جس کا اجر و ثواب دائمی ہے)

تربیتی جہات:

- صدقہ و خیرات اور انفاق فی سبیل اللہ کا ذوق فردِ واحد کی بجائے پورے گھرانے کا ہونا چاہیے۔
- انسان کے لئے باقی اور کام آنے والا زادِ راہ وہ ہے جو مرنے کے بعد اسے فائدہ پہنچائے۔
- کسبِ مال اور صرفِ مال میں ہمیں اُخروی ترجیحات کو بھی پیشِ نظر رکھنا چاہیے۔

ب۔ تعبدی بنیادیں:

تربیتی بنیادوں میں تعبدی بنیاد بھی غیر معمولی اہمیت کی حامل ہے آپ ﷺ نے اس سلسلے میں بھی اہم ہدایات ارشاد فرمائیں چنانچہ ایک حدیث پاک میں حضرت عائشہؓ کا بیان ہے:

عن ام حمیدؓ قالت یارسول اللہ انی احب الصلوة معک قال رسول اللہﷺ قد علمت انک تحبین الصلوة معی،وصلٰوتک فی بیتک خیر من صلوتک فی حجرتک خیر من صلوتک فی دارک خیر من صلوتک فی مسجد قومک، وصلوتک فی مسجد قومک خیر من صلوتک فی مسجدی.[13]

حضرت ام حمیدؓ روایت کرتی ہیں کہ وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہنے لگیں اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ کے ہمرا نماز کی ادائیگی مجھے زیادہ محبوب ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں جانتا ہوں کہ میرے ہمراہ نماز پڑھنا تمہیں زیادہ محبوب ہے، (لیکن سنو) تمہارا گھر یعنی کوٹھڑی میں نماز پڑھنا دالان میں نماز کی ادائیگی سے افضل، دالان میں نماز پڑھنا صحن میں نماز کی ادائیگی سے افضل، صحن میں نماز پڑھنا اپنے محلہ کی مسجد میں نماز پڑھنے سے اعلیٰ اور اپنے محلہ کی مسجد میں نماز پڑھنا میری مسجد میں میرے ساتھ نماز پڑھنے سے زیادہ موجب اجر و ثواب ہے۔

---

[13] السنن الکبریٰ للبیھقی، دارالکتب العلمیۃ، ج2، ص190، رقم الحدیث: 5371

Al-Sunan Al kubra lil behqi, dar al kutab al ilmia, vol.2, P.190, Hadith: 5371

نبی اکرم ﷺ نے حضرت ام حمیدؓ کو نماز پڑھنے کی ایسی جگہ بنانے کی ہدایت فرمائی جو اندھیری ہو اور کوئی شخص اللہ بزرگ و برتر کے علاوہ کوئی دیکھنے والا نہ ہو اس طرح جب بھی وہ اس فرض کو ادا کرنے میں پوشیدگی اختیار کریں گی تو اس کا ثواب بہت زیادہ ہوگا اور اجر بڑھ جائے گا اور اس پر اللہ کی رضا ملے گی۔

تربیتی جہات:

- اس حدیثِ پاک سے پتا چلتا ہے کہ خواتین آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بے تکلف اپنی خواہش کا اظہار کر دیا کرتی تھیں، خواتین کے لیے علماء سے دینی رہنمائی کے لیے یہ مشعل راہ ہے۔
- خواتین کی وہ نماز زیادہ اجر و ثواب والی ہے جو تنہائی میں پڑھی جائے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اُنہیں کوئی نہ دیکھے۔
- اپنی چاہت کو پورا کرنے کا نام اسلام نہیں بلکہ اسلام اللہ تعالیٰ اور اس کے پیغمبر ﷺ کی فرمانبرداری کا نام ہے۔
- تعبدی امور سے متعلق ایک اہم مکالمہ یہ بھی ہے:

"عن عائشةؓ ان النبیﷺ کان یقوم من الیل حتی تنفطر قدماه، فقلت له لم تصنع هذا یا رسول الله، وقد غفر الله لک ما تقدم من ذنبک وما تاخر؟ قال افلا احب ان اکون عبدا شکورا؟"[14]

حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ: اللہ کے نبی ﷺ رات کو اس قدر قیام فرماتے کہ آپ کے قدم مبارک پر ورم آجاتا تو میں نے پوچھا: یارسول اللہ ﷺ آپ اس قدر تکلیف کیوں اٹھاتے ہیں حالانکہ آپ تو بخشے بخشائے ہیں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تو پھر کیا میں عبد شکور یعنی شکر ادا کرنے والا انسان نہ بنوں؟

تربیتی جہات:

- جنابِ سرورِ دوعالم ﷺ کا نفلی عبادات کا اہتمام غیر معمولی تھا۔
- جس بندے پر اللہ تعالیٰ کے جس قدر زیادہ انعامات ہوں اسے اتنا ہی اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ بننے کا اہتمام کرنا چاہیے۔

---

14 البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب التفسیر، باب قولہ: {لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخّر ویتم نعمتہ علیک} قدیمی کتب خانہ: کراچی (ج6، ص716)

Al-Bukhari, Muhammad bin Ismael, Al-jame Al-sahi, Kitab altafseer, bab qauluhu,[]Qadeemi Kutab khana: Karachi, vol.6, P.716

- فرائض کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ گھر میں نفلی عبادات کا غیر معمولی اہتمام بھی ہونا چاہیے۔
- رات کی تنہائی کے لمحات بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت وبندگی کے لئے نکالنے چاہیں۔

ذکر الٰہی سے متعلق بھی مکالمات نبویہ میں سے ایک مکالمہ ذیل کی سطور میں ملاحظہ فرمائیے:

"عن جويرية رضى الله عنها: ان النبى ﷺ خرج من عندها بكرةحين صلى الصبح، وهى فى مسجدها ثم رجع بعدأن أضحى وهى جالسة،فقال (ما زلت على الحال التى فارقتكِ عليها؟) قالت: نعم، فقال (لقد قلت بعدك أربع كلمات ثلاث مرات لو وزنت بماقلت منذ اليومِ لوزنتهن"سبحان اللهِ وبحمده"؛ عدد خلقه ورضا نفسه، وزنة عرشه، ومداد كلماتة)۔ [15]

حضرت جویریہؓ سے روایت ہے نبی اقدس ﷺ صبح کے وقت نماز کے ارادے سے ان کے ہاں سے تشریف لے گئے اور نبی اکرم ﷺ کی زوجہ حضرت جویریہؓ مصلٰی پر بیٹھی ہوئی تھی جب آپ ﷺ چاشت کے وقت واپس آئے تو ان کو اسی جگہ بیٹھی ہوئی پایا تو فرمایا: تم مسلسل اسی حالت میں ہو جس وقت سے میں آپ سے جدا ہوا؟ وہ کہنے لگیں: جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے پاس سے جانے کے بعد میں نے چار ایسے کلمات پڑھے ہیں اگر تمہاری آج کی ساری عبادت کو اس کے برابر تولا جائے تو وہ اس سے بھاری ہوں گے میں اللہ کی پاکیزگی بیان کرتا ہوں اور اس کی تعریف کرتا ہوں اس کی مخلوق کے برابر اس کی رضا کے موافق اوراس کے عرش کے بوجھ کے برابر اور اس کے حکموں کی روشنائی کے بقدر۔"

تربیتی جہات:

- عبادات واذکار میں دھیان وتوجہ اور تدبر و تفکر، اجر وثواب کو کئی گنا بڑھا دیتا ہے۔
- زیادہ ثواب حاصل کرنے کا ایک طریقہ جس طرح کثرت ذکر ہے اس طرح ایک آسان تر طریقہ یہ بھی ہے کہ اس کے ساتھ ایسے الفاظ شامل کر لیے جائیں جو کثرتِ تعداد پر دلالت کرنے والے ہوں۔

[15] مسلم، الجامع الصحیح، کتاب الذکر والدعاء والتوبہ والاستغفار، باب التسبیح اول النہار وعندم النوم، ملتان: ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، ج6، ص350،

Muslim, Al-jame Al-sahih, Kitab ul Zikar waldua waltauba walistigfar, bab altasbih awal alnahar wa endam alnaum, Multan: idara talefat e ashrafia, vol.6, P.350

- خاص کر وہ لوگ جو اپنے مخصوص حالات کی وجہ سے ذکر اللہ کے لئے زیادہ وقت فارغ نہ کر سکیں، وہ اس طرح بڑا ثواب حاصل کر سکتے ہیں۔
- ذکرِ الٰہی سے جس شخص کا مقصد صرف ثوابِ اُخروی حاصل کرنا ہو اس کو اُیسے کلماتِ ذکر کا انتخاب کرنا چاہیے جو معنوی لحاظ سے زیادہ فائق اور وسیع تر ہوں۔[16]
- اس روایت سے آنحضرت ﷺ کے مبارک گھر کی مقدس خواتین کا ذوقِ عبادت بھی سامنے آرہا ہے جو یقینا اُمّت کی خواتین کے لئے مشعلِ راہ ہے۔
- شوہر کی خدمت و دیگر امورِ خانہ کی انجام دہی بھی عبادت میں داخل اور باعثِ اجر و ثواب ہے ایسی مصروفیت کی بناء پر اگر خواتین کو کثرتِ ذکر کا موقع نہ مل سکے تو انہیں خاص طور پر ایسے جامع کلمات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی دیگر ذمہ داریوں کی طرف توجہ دینی چاہیے۔

ج۔ تہذیبی بنیادیں:

اعتقادی اور تعبدی بنیادوں کے ساتھ ساتھ رسول اکرم ﷺ نے تہذیبی بنیاد کے حوالے سے حسن معاشرت کی تعلیم پر بھی بہت زور دیا ہے چنانچہ حدیث ذیل میں مذکور واقعہ سے اس کی اہمیت واضح ہوتی ہے:

عن عبداللہ بن عامر انه قال دعتنی اُمیّ یوما و رسولُ اللهﷺ قاعدٌ فی بیتنا فقالت ها تعال اُعطیک فقال لها رسو لﷺ وما اردت ان تعطیهُ قالت اعطیه تمرا فقال لها رسول ﷺ اما انک لولم تعطیه شیٔا کتبت علیک کذبة۔[17]

حضرت عبداللہ بن عامرؓ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میری والدہ نے مجھے آواز دی، آنحضرت ﷺ بھی ہمارے گھر تشریف فرما تھے، میری والدہ نے کہا: ارے ادھر آؤ میں تمہیں چیز دوں گی، تو آپ ﷺ ان سے فرمانے لگے تمہارا کیا دینے کا ارادہ ہے؟ انہوں نے عرض کیا میں اسے کھجور دوں گی، آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم اسے کچھ نہ دیتی تو تم پر جھوٹ لکھ دیا جاتا۔

---

[16] نعمانی، محمد منظور، مولانا، معارف الحدیث، کراچی: دارالاشاعت، 2005ء، ج5، ص55

Naumani, Muhammad Manzoor, Maulana, Ma,arif ul Hadith, Karachi: Dar ul isha,at, 2005, vol.5, P.55

[17] ابی داؤد، سنن ابی داؤد، کتاب الآداب: باب التشدید فی الکذب، ملتان: ادارہ تالیفات اشرفیہ، ج2، ص33

Abi daud, Sunan Abi Daud, Kitab ul Adab, bab altashdeed filkazib, Multan: Idara Talefat e Ashrafia, vol.2, P.33

تربیتی جہات:

- ایک مسلمان کی گفتگو ہمیشہ مکمل سچائی پر مبنی ہونی چاہیے، مزاح میں بھی جھوٹ بولنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔
- بچوں سے گفتگو کرتے ہوئے صدق و سچائی کو پیشِ نظر رکھنا اور ان سے کیے وعدے کو پورا کرنا بھی شرعاً ضروری ہے۔
- بالخصوص والدین کی دوہری ذمہ داری ہے کہ اپنی اولاد کے ساتھ خواہ وہ کمسن ہی کیوں نہ ہو۔ جھوٹ، غلط بیانی، وعدہ خلافی سے بہت زیادہ پرہیز کریں اس لئے کہ اولاد کی تعمیرِ سیرت میں والدین کا حسنِ کردار بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔

جناب نبی کریم ﷺ نے تہذیبی بنیادوں کو مستحکم کرنے کا کس قدر اہتمام فرمایا، اس کی کچھ جھلک درج ذیل مکالمہ سے واضح ہے:

"عن سهل بن سعد قال: جاء رسول الله صلى الله عليه و سلم بيت فاطمة فلم يجد عليا في البيت فقال (أين ابن عمك) . قالت كان بيني وبينه شيءفغاضبني فخرج فلم يقل عندي فقال رسول الله صلى الله عليه و سلم لإنسان(انظر أين هو)فجاء فقال يا رسول الله هوفي المسجد راقد فجاءرسول الله ﷺ وهو مضطجع قد سقط رداؤه عن شقه وأصابه تراب فجعل رسول الله ﷺ يمسحه عنه ويقول: قم أبا تراب قم أبا تراب"[18]

حضرت سہل بن سعدؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول ﷺ حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لائے تو حضرت علیؓ کو گھر میں نہ پایا آپ ﷺ نے پوچھا تمہارے چچازاد نظر نہیں آرہے؟ سیدہ فاطمہؓ نے عرض کیا کہ میرے اور ان کے درمیان کچھ اَن بن ہوگئی تھی مجھ سے ناراض ہوکر باہر چلے گئے اور میرے ہاں آرام بھی نہیں کیا رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی سے فرمایا: انہیں تلاش کرو۔ اس نے آکر بتایا کے وہ مسجد میں لیٹے ہوئے ہیں جناب نبی کریم ﷺ اُن

---

[18] قشیری، مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، کتاب الفضائل باب من فضائل علی ابن ابی طالب، ملتان: ادارہ تالیفات اشرفیہ، ج2، ص280

Qusheri, Muslim bin Hajaj, Al jame,e Al-Sahih, Kitab ul Fazail, bab min Fazail ali bn abi Talib, Multan: Idara taleefat e ashrafia, vol.2, P.280

کے پاس تشریف لائے وہ لیٹے ہوئے تھے ان کی چادر ایک طرف سے سرک چکی تھی اور جسم پر مٹی بھی لگی ہوئی تھی رسول اللہ ﷺ اُن کے جسم سے مٹی جھاڑ رہے تھے اور ساتھ یہ فرماتے جا رہے تھے: اٹھو ابو تراب! اٹھو ابو تراب!

تربیتی جہات:

- والدین کو اولاد کی عائلی زندگی سے متعلق باخبر رہنا چاہیے۔
- احوال جاننے کے لئے وقتاً فوقتاً ان کے ہاں آتے رہنا چاہیے۔
- والدین کو بیٹی اور داماد کے مابین تعلقات مزید خوشگوار اور باہمی محبت کے اضافہ کی حتی الامکان کوشش کرنی چاہیے۔
- خدانخواستہ ناخوشگوار حالات پیدا ہونے کی صورت میں جلد از جلد حالات خوشگوار بنانے میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔
- روٹھے ہوئے شخص کو راضی کرنے میں ایسا مزاح جائز ہے جس سے محبت مزید بڑھے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت علیؓ کو ابو تراب کے لقب سے پکارا مزید اِن الفاظ کے ذریعے تواضع کی تعلیم فرمائی اور اس بات کی طرف متوجہ فرمایا کہ بالآخر سب کو مٹی میں جانا ہے۔
- مذکورہ بالا روایت سے داماد کی تکریم اور اس کے غصہ کو ٹھنڈا کرنا بھی ثابت ہوتا ہے، داماد کو اپنے پاس بلانے کی بجائے آپ ﷺ کا خود تشریف لے جانا تکریم کو ظاہر کرتا ہے۔
- ناخوشگوار اور باہمی نزاع جیسی صورتحال میں اصلاح احوال کی کوشش کرنا بالخصوص دامادوں کو سرزنش کرنے کی بجائے باہمی محبت کی بقا کی خاطر ان کے ساتھ نرمی سے پیش آنا چاہیے۔[19]

باہمی تعلقات خوشگوار رکھنے کے سلسلے میں درج ذیل واقعہ بھی غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے:

"عن عائشه قالت دخل عليَّ رسول اللهﷺ وانا أبكى فقال: ما يبكيك؟ قلتُ: سبتنى فاطمة رضى الله عنها، فقال: يا فاطمة سبت عائشه؟ قالت: نعم يا رسول اللهﷺ

[19] فضل الٰہی، ڈاکٹر: نبی اکرم ﷺ بحیثیت والد، ص:74

Fazal Ilahi, Doctor, Nabi Akram Bahasiat walid, p.74

قال: یا فاطمه الیس تحبین من احب وتبغضین من ابغض؟ قالت: بلی قال: فانی احب عائشه، فاحبیها، قالت فاطمه: لا ا قول لعا ئشة شئا یوذیها ابدا"[20]

حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ گھر میں تشریف لائے، میں رو رہی تھی، نبی اکرم ﷺ نے پوچھا: تمہارا رونا کس وجہ سے؟ میں نے عرض کیا! فاطمہؓ نے مجھے برا بھلا کہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فاطمہؓ کو بلایا اور ان سے فرمایا اے فاطمہ تم نے عائشہ کو برا بھلا کہا ہے؟ تو انہوں نے عرض کیا: جی اے اللہ کے رسول: آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم اُس سے محبت نہیں کرو گی جس سے مجھے محبت ہے؟ انہوں نے عرض کیا جی ہاں! اور اس سے نفرت نہیں کرو گی جس سے مجھے نفرت ہے؟ انھوں نے عرض کیا کیوں نہیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا یقیناً مجھے عائشہ سے محبت ہے تم بھی اس سے محبت کرو حضرت فاطمہ نے عرض کیا: آئندہ کبھی بھی میں حضرت عائشہؓ کو ایسی بات نہیں کہوں گی جس سے اُنہیں کوئی تکلیف پہنچے۔

تربیتی جہات:

- خاص الخاص لوگوں میں بھی بعض اوقات ناخوشگواری پیدا ہو جاتی ہے۔
- ناخوشگواری کے اثرات طبیعت پر مرتب بھی ہو جاتے ہیں۔
- سربراہِ خانہ کو ایسے مواقع پر معاملات کو سلجھاتے ہوئے اصلاح احوال کی کوشش کرنی چاہیے۔
- اصل سبب نزاع معلوم کرنے کے لئے فریقین کی بات سن کر تسلی ضرور کر لینی چاہیے جس کی طرف سے زیادتی ہو اس کا احتساب کرنا۔
- سخت الفاظ اور زور آزمائی سے اجتناب کرتے ہوئے احتساب، حکمت و دانائی اور موثر اسلوب کے ساتھ ہونا چاہیے۔
- جس سے کوتاہی ہوئی ہو اسے حیلے بہانے کی بجائے مناسب انداز میں حق گوئی کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔
- غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے آئندہ اس سے دور رہنے کا عزم مصمم کرنا۔ چنانچہ حضرت فاطمہؓ نے نہ صرف حق گوئی کا مظاہرہ کر کے اپنی غلطی کا اعتراف کیا بلکہ آئندہ اس سے اجتناب کا پختہ ارادہ کرتے ہوئے آپ ﷺ کی مثالی فرمابرداری کا اظہار فرمایا:

---

[20] مجمع الزوائد، بیروت، لبنان: مؤسسۃ المعارف، 1406ھ / 1986م، ج9، ص245-244

Majma al zawaid, Bayrut, Labnan: Mousasatulma,arif, 1406/1986, vol.9, P.244-245

تہذیبی بنیادوں کو سنوارنے کے لیے درج ذیل مکالمہ بھی غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے:

"عن عائشه رضی الله عنها قالت:امن البیت ھو؟ قال: نعم قلت: فما لھم لم یدخلوه فی البیت؟ فقال: ان قومک قصرت بھم النفقة قلت فما شان بابه مرتفعا؟ قال: فعل ذلک قومک لیدخلوامن شاء واویمنعوا من شاءوا ولولاان قومک حدیث عھد بجاھلیة فاخاف ان تنکر قلوبھم، لعمدت الی الحجر فجعلته فی البیت الزقت بابه بالارض"[21]

سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: کیا حطیم بھی بیت اللہ کا حصہ ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جی ہاں" میں نے کہا: پھر لوگوں نے اسے کعبے سے باہر کیوں رکھا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہاری قوم کے پاس خرچِ تعمیر کم تھا، میں نے کہا: پھر دروازہ اتنا بلند کیوں کیا آپ ﷺ نے فرمایا: تمہاری قوم نے ایسا اس لئے کیا کہ وہ اپنی منشاء کے مطابق لوگوں کے آنے جانے کا فیصلہ کر سکیں اگر تمہاری قوم زمانہ جاہلیت سے قریب نہ ہوتی تو میں حطیم کو خانہ کعبہ میں داخل کر دیتا اور دروازہ بھی زمین کے برابر کر دیتا، مجھے ڈر ہے کہ ان کے دل اسے ناپسند کریں گے۔

تربیتی جہات:

- اہلِ علم سے رجوع کر کے عدم واقفیت کو واقفیت میں تبدیل کر لینا چاہیے۔
- تعلیم حاصل کرنا صحابہ کرامؓ اور تعلیم دینا آپ ﷺ کا اُسوہ حسنہ ہے۔
- طلبہ کو حصولِ علم کے لئے اپنے اساتذہ سے سوال کرنے سے ہچکچانا نہیں چاہیے۔
- مجلسِ علم میں قابلِ فہم بات کو سمجھنے کے لئے ایک سے زائد مرتبہ بھی سوال کیا جا سکتا ہے۔
- طالب علم کے باربار مناسب سوال سے اساتذہ کو اکتانے کی بجائے پوری بشاشت کے ساتھ جواب دینا چاہیے۔
- حصولِ علم کے لئے صرف مردوں کو ہی نہیں، عورتوں کو بھی پیش پیش رہنا چاہیے۔

---

[21] بخاری، ابوعبداللہ، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب التمنی، باب مایجوز من اللّو، کراچی: قدیمی کتب خانہ، ج2، ص1075

Bukhari, Abu Abdullah, Muhammad bin Ismael, Al-jame Al-Sahih, Kitab altamani, bab ma yujawiz min al,lu, Karachi: Qademi Kutab khana, vol.2, P.1075

- زوجین کا کبھی کبھی آپس میں علمی مجلس منعقد کرنا نبی کریم ﷺ اور امہات المومنینؓ کی سیرت کی پیروی میں داخل ہے۔
- کسی کام میں مصلحت وفساد دونوں پہلو موجود ہوں تو فتنہ وفساد میں جا پڑنے سے بہتر ہے کہ فائدہ ومصلحت کو ترک کردیا جائے اسی سے فقہاء نے یہ اصول مستنبط کیا ہے:[درءالمفسدة مقدم علیٰ جلب المصلحة]یعنی جس مستحب کام سے کسی فتنہ کا اندیشہ اور مسلمان میں افتراق کا خطرہ ہو تو اس سے کنارہ کشی اختیار کرلینی چاہیے۔[22]
- علماء کرام کی یہ ذمہ داری ہے کہ عوام کے سامنے ایسے مستحب عمل سے اجتناب کریں جو مصلحت عامہ کے خلاف ہو اور عام لوگوں کیلئے علماء سے تنفّر کا ذریعہ بنے۔
- باہمی اتحاد واتفاق برقرار رکھنے کے لئے کبھی اپنی خواہشات وجذبات کی قربانی دینا پڑے تو اس سے پیچھے نہیں ہٹنا چاہیے۔

د۔ اخلاقی بنیادیں:

دینِ اسلام میں اخلاق کی درستگی کو کمالِ ایمان کی نشانی بتایا گیا ہے آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے:

"اکمل المومنین ایماناً احسنهم خلقا"[23]

اہل ایمان میں کامل ایمان والے وہ ہیں جن کے اخلاق سب سے اچھے ہیں۔

اسی وجہ سے تربیتی بنیادوں میں نبی کریم ﷺ نے اخلاقی تربیت کے حوالے سے بھی غیر معمولی اقدامات فرمائے چنانچہ اس حوالے سے حدیثِ ذیل میں مذکور یہ واقعہ ملاحظہ فرمائیے:

[22] عثمانی، محمد تقی، درس ترمذی، کراچی: مکتبہ دارالعلوم، ج3، ص133

Usmani, Muhammad Taqi, Dars e Tirmazi, Karachi: Maktaba Dar ul uloom, vol.3, P.133

[23] ابی داوٗد، سنن ابی داوٗد، کتاب السنة، باب الدلیل علی الزیادة ولنقصان، لاہور: مکتبہ رحمانیہ، ج2، ص298، رقم الحدیث:4682

Abi Daud, Sunan Abi Daud, Kitab ul Sunah, Bab Aldaleel Ala alziada wal nuqsan, Lahore: Maktaba Rehmania, vol.2, P.298, Raqam ul Hadith: 4682

"عن عائشة ان یهود اتوا النبیﷺ فقالو السام علیکم فقالت عائشة علیکم ولعنکم الله وغضب الله علیکم قال مهلا یا عائشه! علیک بالرفق وایاک والعنف والفحش"۔[24]

سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ کچھ یہودی لوگ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے السام علیکم کہا حضرت عائشہؓ نے جواباً یہ کہا: کہ تمہیں موت آئے اور تم پر اللہ کی لعنت اور اس کا غضب ہو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے عائشہ !زبان کو قابو میں رکھو، نرمی اختیار کرو اور سخت مزاجی اور بری بات سے اپنے آپ کو بچاؤ۔

تربیتی جہات:

- بہادری در حقیقت بد اخلاق لوگوں کی بد کرداری کے باوجود اپنے آپ کو غصے اور بے قابو ہونے سے بچانے کا نام ہے۔
- اصل کمال کی بات برائی کا جواب اچھائی سے دینا ہے۔
- محبت و تکریم میں بھی حدود کا خیال رکھنا دراصل مزاجِ شریعت کی پاسداری ہے چنانچہ سیدہ عائشہ نے آپ ﷺ کی محبت و تکریم میں یہودی کی گستاخی کا جواب بڑھ کر دینا چاہا تو رحمتہ اللعالمین ﷺ نے اس سے منع فرمادیا۔
- زیادتی کا بدلہ لینے میں بھی اعتدال کو قائم رکھنا یہ اسلام کی امتیازی خصوصیات میں سے ہے جس کی پیروی کرنی چاہیے۔

اخلاقی اقدار سے متعلق ایک دوسرا مکالمہ بھی ملاحظہ کیجیے:

"عن عائشة قالت استاذن رجل علی النبیﷺ فقال بئس ابن العشیرة او بئس رجل العشیرة ثم قال ائذنو له فلما دخل الان له القول فقالت عأئشه یارسول

[24] بخاری، ابو عبد اللہ، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الادب، باب لم یکن النبی ﷺ فاحشا ولا متفحشا، کراچی: قدیمی کتب خانہ، ج2، ص891

الله وقدقلت له ماقلت قال ان شرالناس منزلة عندالله يوم القيامةمن ودعه اوتركه الناس لاتقاءفحشه[25]

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے آپ ﷺ سے ملنا چاہا اور اجازت طلب کی، آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ اپنے خاندان کا بدکردار فرد ہے یا فرمایا کہ یہ اپنے خاندان کا بدکردار شخص ہے، اس کے بعد آپ ﷺ نے اسے آنے کی اجازت دی، جب وہ آ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے نرمی کے ساتھ گفتگو فرمائی، اس کے جانے کے بعد، حضرت عائشہؓ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! آپ نے اس شخص سے بڑی نرمی کے ساتھ بات کی، اس سے پہلے تو آپ ﷺ نے اس کے بارے میں تو کچھ اور ہی فرمایا تھا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مرتبہ کے لحاظ سے بدترین آدمی روزِ قیامت وہ ہو گا جس کی بدزبانی اور سخت کلامی سے لوگ اس سے قطع تعلق کر لیں۔

تربیتی جہات:

- اگر کوئی شخص بدکردار ہی کیوں نہ ہو، تب بھی اُس سے اچھے اخلاق سے پیش آنا چاہیے۔
- مصلحت کی بناء پر پیٹھ پیچھے کسی کی بُرائی کا تذکرہ کرنا تاکہ دوسرے لوگ اس کے شر سے محفوظ ہو جائیں، یہ غیبت نہیں ہے۔
- انسان کا طرزِ زندگی ایسا ہونا چاہیے کہ نفرت کی بجائے لوگ اس کو محبت کی نظر سے دیکھیں۔

آپ ﷺ کی تعلیمات کا ایک بڑا اور اہم حصّہ وہ ہے جس کا تعلق معاشرتی حقوق وآداب سے ہے اپنے عزیزوں، دوسرے لوگوں چھوٹوں، بڑوں غرض ہر ایک سے کس طرح پیش آنا چاہیے؟ سیرتِ طیّبہ میں اس بارے واضح رہنمائی موجود ہے۔

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بعد اسلام میں بہترین سلوک کا بنیادی حق والدین کا بتایا گیا ہے۔ اس کے بعد دوسرے اہلِ قرابت کے حقوق ادا کرنے پر بہت تاکید کی گئی ہے۔ جس کا خاص عنوان صلہ رحمی ہے۔

---

[25] بخاری، ابوعبداللہ، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الادب، باب لم یکن النبی ﷺ فاحشا ولا متفحشا، کراچی: قدیمی کتب خانہ، ج2، ص891

Bukhari, Abu Abdullah, Muhammad bin Ismail, Al-Jami'i al-Sahih, Kitab al-Adab, Chapter 1 Yakin al-Nabi ﷺ Fahsha wa Mutfahsha, Karachi: Old Library, Vol. 2, p.891

قرآن وحدیث میں صلہ رحمی کے متعلق یہ ہدایات ملتی ہیں کہ جو قرابت کے حقوق ادا کرتے ہوئے رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرے گا اللہ تعالیٰ اُس کو اپنی رحمت کے ساتھ جوڑے گا۔ اسے اپنا بنائے گا اور جو کوئی اس کے برعکس قطع رحمی یعنی اپنے عزیزوں کی حق تلفی کرے گا حق تعالیٰ اسے اپنی رحمت سے دور کر دے گا۔ آپ ﷺ نے اپنے طرزِ عمل سے حقِ قرابت کیسے ادا فرمایا اور اہل قرابت کے ساتھ کس قدر اچھا رویہ اختیار کیا اس کی کچھ جھلک حدیث ذیل کے واقعہ میں دیکھی جاسکتی ہے:

"أغارت خيل رسول الله ﷺ علىٰ هوازن، وأخذوها فيمن أخذوا من السبى، فقالت لهم انا أخت صاحبكم فلمّا قدموا بها علىٰ رسول الله ﷺ قالت له: يا محمدﷺ انا أختک وعرفته بعلامة عرفها فرحب بها وبسط لها رداءهُ، فأجلسها عليه، ودمعت عيناهُ، وقال: ان اجبت فاقيمى عندى مكرمة محببة،وان أحببت ان ترجعى الىٰ قومكِ أَوصلتک فقالت بل ارجع الىٰ قومى فأسلمت: فأعطاها رسول اللهﷺ ثلاثة أعبد وجارية وأعطاها نعما وشاءَ"۔[26]

رسول اللہ ﷺ کے سواروں نے ہوازن قبیلے پر حملہ کیا اور ان کے کچھ لوگوں کو قیدی بنایا انہی میں سے یہ (آنحضرت ﷺ کی رضاعی بہن حضرت الشیماءؓ) بھی تھیں انہوں نے کہا: میں تمہارے ساتھی (یعنی حضرت محمد ﷺ) کی ہمشیرہ ہوں جب وہ انہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر آئے، تو وہ نبی اکرم ﷺ سے کہنے لگیں: اے محمد ﷺ میں آپ کی بہن ہوں اور انہوں نے اپنی شناخت ایک نشانی سے کروائی، جس کے ذریعے آنحضرت ﷺ نے انہیں پہچان لیا پھر آپ ﷺ نے انہیں خوش آمدید کہا اور ان کے لئے اپنی چادر بچھا کر انہیں اس پر بٹھایا اور آنحضرت ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، پھر آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا، آپ پسند کریں تو عزت و محبت کے ساتھ ہمارے ساتھ قیام کیجئے اور اگر اپنی قوم کے ہاں واپس جانا چاہیں تو ہم آپ کو وہاں پہنچا دیتے

---

[26] ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، البدایۃ والنہایۃ، سنۃ ثمان من الھجرۃ النبویۃ، غزوۃ ھوازن یوم حنین، ذکر مجئ اخت رسول اللہ ﷺ من الرضاعۃ إلیہ وھو بالجعرانۃ، المکتبۃ الاسلامیۃ، ج7، ص110

Ibn Katheer, Ismail Ibn Umar, Al-Badaiya and Nahaiya, Sunnah 8 of Al-Hijra al-Nabawiyyah, 'Gazwat Hawazin on the Day of Hunain,' Zikr of the coming of the daughter of the Messenger of Allah, may God bless him and grant him peace, from giving birth to him in Jaarana, Al-Mukatbah al-Islamiyyah, vol. 7, p. 110.

ہیں۔انہوں نے کہا: نہیں میں اپنی قوم کے پاس جاناچاہتی ہوں۔وہ مسلمان ہو گئیں اور آپ ﷺ نے انہیں تین غلام ایک لونڈی اور بھیڑ بکریاں عطافرمائیں۔

تربیتی جہات:

- بھائیوں کو اپنی بہنوں کے ساتھ اچھابرتاؤ کرتے ہوئے انہیں عزت و تکریم کاخاص مقام دیناچاہیے۔
- عموماًیہ دیکھاجاتاہے کہ بیوی، والدین اور دوسرے اعزہ کے ساتھ توحسن سلوک ہوتاہے۔لیکن بہنوں کو نظر انداز کر دیاجاتاہے یہ حدیث اس طرزِ عمل کو درست کرنے کی طرف راہنمائی کرتی ہے۔
- عزت و محبت کااظہار قولی بھی ہوناچاہیے اور عملی بھی نبی کریم ﷺ نے مرحبا(خوش آمدید) کہتے ہوئے قولی محبت اور اپنی چادر بچھاکر عملی محبت کااظہار فرمایا۔
- عزیزوں کے ساتھ محبت و تکریم میں یہ بھی داخل ہے کہ اگر ممکن ہو توبذات خود ان کی خدمت کی جائے کسی دوسرے سے نہ لی جائے۔چنانچہ اپنی ہمشیرہ کے لئے آپ ﷺ نے خود بنفسِ نفیس چادر بچھائی اور انھیں بٹھایا حالانکہ اس وقت آنحضرت ﷺ کے پاس آپ کے خدام بھی موجود تھے لیکن حضور ﷺ نے یہ کام ان سے نہیں لیا۔
- عزت و محبت صرف ظاہری نہیں ہونی چاہیے بلکہ دل میں بھی محبت و تکریم کے جذبات موجزن ہونے چاہییں۔ اپنی بہن سے ملاقات کے وقت آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو اس پر دلالت کر رہے ہیں۔
- خدمت واکرام میں عزیزوں کی راحت کو بھی پیشِ نظر رکھناچاہیے۔
- راحت رسانی میں یہ بات نہایت اہم ہے کی ان کی رائے معلوم کرلی جائے۔چنانچہ مذکورہ واقعہ میں جناب آپ ﷺ نے اپنی ہمشیرہ سے فرمایا"اگر آپ چاہیں تو محبت و تکریم کے ساتھ میرے پاس قیام کیجئے۔اور اگر جانا چاہیں تو میں آپ کو پہنچادیتاہوں"۔
- جہاں ممکن ہو وہاں اپنے جذبات سے بڑھ کر اعزہ کی رائے کو ترجیح دیتے ہوئے ان کی رائے کاپورااحترام کرنا چاہیے۔آپ ﷺ کی ہمشیرہ نے قیام کی بجائے واپس جاناچاہاتوجناب نبی کریم ﷺ نے انہیں پورے اعزاز کے ساتھ رخصت فرمادیا۔
- بوقتِ رخصت بہنوں کو ھدیہ دینا بھی سنتِ نبوی ﷺ ہے۔

نتائج بحث

خواتین سے نبوی ﷺ مکالمات کی تربیتی جہت (تجزیاتی مطالعہ)

مذکورہ بالا سطور کے مطابق یہ کہا جاسکتا ہے کہ آپ ﷺ کے مکالمات میں خواتین کی تربیت کے نمایاں پہلو پائے جاتے ہیں اور آپ ﷺ نے اعتقادی بنیادوں سمیت ان کی تعبدی، تہذیبی اور اخلاقی تربیت کا بھی غیر معمولی اہتمام فرمایا چنانچہ ان مذکورہ احادیث کی روشنی میں یہ نتائج بحث پیش کیے جاسکتے ہیں:

- حضور سرور کونین ﷺ کے مکالمات ارفع واعلیٰ اور اپنی خوبیوں کے اعتبار سے منفرد ہیں۔
- سیرتِ طیبہ کی پیروی کرتے ہوئے ہمیں مخاطب کی ذہنی سطح کے مطابق گفتگو کرنی چاہیے۔
- سنت نبوی ﷺ کی روشنی میں تربیت کا مفہوم انسان کی ایسی تعمیرِ سیرت ہے جو اس کی تمام تر طاقت وتوانائی کو اللہ کی بندگی کے تابع کرتے ہوئے اسے رضائے الٰہی کی منزلِ مقصود پر پہنچادے جو دنیا اور آخرت کی فلاح کی ضامن ہے اسلام کا تصورِ تربیت ایک جامع اور منفرد خصائص کا حامل تصور ہے جس کی بدولت بہترین فلاحی معاشرے کا تصور ابھر کر سامنے آتا ہے۔
- اولاد کے لئے سب سے بہترین تحفہ وہدیہ اس کی صحیح تعلیم وتربیت ہے۔
- اپنی چاہت کو پورا کرنے کا نام اسلام نہیں بلکہ اسلام اللہ اور اس کے پیغمبر ﷺ کی فرمانبرداری کا نام ہے۔
- دین میں اُخروی ترجیحات کو اساسی حیثیت حاصل ہے۔
- جس بندے پر اللہ تعالیٰ کے جس قدر زیادہ انعامات ہوں اسے اتنا ہی عبد شکور یعنی شکر گزار بندہ بننے کا اہتمام کرنا چاہیے۔
- صرف زبانی شکر کی بجائے عملاً بھی عباداتِ الٰہی کے ذریعے شکر گزار بننا درحقیقت اسوہ انبیاء علیہم السلام ہے۔
- دھیان وتوجہ اور تدبر وتفکر سے کی جانے والی تھوڑی سی عبادت اس کثیر عبادت سے افضل ہے جو ان صفات سے خالی ہو۔
- والدین کو اولاد کی عائلی زندگی سے متعلق بھی باخبر رہتے ہوئے اسے ہر قسم کی خرابی سے محفوظ رکھنے اور بہتر سے بہتر بنانے کی کوشش کرنی چاہیے۔
- گھروں میں بعض اوقات ناخوش گوار حالات پیدا ہو جاتے ہیں سربراہِ خانہ کو ایسے مواقع پر معاملات کو سلجھاتے ہوئے اصلاح احوال کی کوشش کرنی چاہیے احتساب کی نوبت آئے تو وہ بھی سخت الفاظ اور زور آزمائی کی بجائے حکمت ودانائی اور موثر اسلوب کے ساتھ ہونا چاہیے۔
- علماء کرام کی یہ ذمہ داری ہے کہ عوام کے سامنے ایسے مستحب عمل سے اجتناب کریں جو مصلحت عامہ کے خلاف ہو اور عام لوگوں کے لیے علماء سے تنفّر کا ذریعہ بنے۔
- باہمی اتحاد واتفاق برقرار رکھنے کے لئے کبھی اپنی خواہشات وجذبات کی قربانی بھی دینا پڑے تو اس سے پیچھے نہیں ہٹنا چاہیے۔
- بہادری اور کمال درحقیقت بد اخلاق لوگوں کی بدکرداری کے باوجود اپنے آپ کو غصے اور بے قابو ہونے سے بچانے اور برائی کا جواب اچھائی سے دینے کا نام ہے۔

- محبت و تکریم میں بھی حدود کا خیال رکھنا دراصل مزاجِ شریعت کی پاسداری ہے۔
- ظلم وزیادتی کا بدلہ لینے میں بھی اعتدال کو قائم رکھنا یہ اسلام کی امتیازی خصوصیات میں سے ہے۔
- اقرباء کی عزت و محبت صرف ظاہری نہیں ہونی چاہیے بلکہ دل میں بھی محبت و تکریم کے جذبات موجزن ہونے چاہئیں۔